۵ اُردو لغت نویسی کی مختصر تاریخ

عبدالرؤف پاریکھ

پیشِ درس

نئے لفظوں کے معنی جاننے کے لیے ہم لغت سے رجوع کرتے ہیں۔ لغت میں کسی زبان کے الفاظ ابجدی ترتیب میں شامل ہوتے ہیں اور ہر لفظ کے سامنے اس کے معنی یا مترادفات درج کیے جاتے ہیں۔ عربی میں لغت کے معنی لفظ، بات اور ڈکشنری بھی ہیں۔ اُردو میں عام طور پر ڈکشنری کے لیے لغات کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مگر لغت بھی اس معنی میں بولتے ہیں۔ لغت میں الفاظ کے معنی کے علاوہ دیگر معلومات درج کی جاتی ہے۔

لفظ کی دو قسمیں ہیں (۱) لغتی لفظ اور (۲) قواعدی لفظ۔ لغت میں جو الفاظ درج کیے جاتے ہیں ان کے کچھ نہ کچھ معنی ضرور ہوتے ہیں۔ انھیں لغتی الفاظ کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے الفاظ کے معنی طے نہیں ہوتے جنھیں قواعدی الفاظ کہا جاتا ہے۔ لفظ کی طرح معنی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) لغوی معنی اور (۲) مجازی معنی۔ لغوی معنی طے شدہ ہوتے ہیں جبکہ مجازی معنی طے شدہ نہیں ہوتے اور جملے میں اپنے استعمال کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔

لغت کی کئی قسمیں ہیں جیسے یک زبانی لغت، دو زبانی یا کثیر زبانی لغت، بولی لغت، اصطلاحی لغت، محاوراتی اور کہاوتی لغت وغیرہ۔ لغت میں شامل الفاظ کی تعداد کے مطابق اس کے دوسرے نام بھی ہیں جیسے قاموس، فرہنگ، انسائیکلو پیڈیا وغیرہ۔ فرہنگ وہ لغت ہے جس میں کسی خاص علم یا کتاب کے الفاظ ابجدی ترتیب میں رکھ کر ان کے معنی بتائے جاتے ہیں۔ درسی کتاب کے اسباق میں آنے والے نئے الفاظ کی جو فہرست سبق کے بعد یا شروع میں شامل کی جاتی ہے، وہ بھی ایک طرح کی مختصر فرہنگ ہی ہے۔ اسی طرح انسائیکلو پیڈیا ایک بہت طویل لغت ہے جس میں دنیا بھر کی معلومات کو ابجدی ترتیب میں رکھ کر اس معلومات کی تفصیل دی جاتی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا اسی قسم کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اُردو میں 'اُردو انسائیکلو پیڈیا' اس کی اہم مثال ہے۔ زبان کے علاوہ مذہب، سائنس، فنون وغیرہ کی تفصیلی معلومات دینے والی انسائیکلو پیڈیا بھی لکھی گئی ہیں۔

جان پہچان

عبدالرؤف پاریکھ ۲۶ / اگست ۱۹۵۸ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے کراچی یونیورسٹی سے اُردو میں ایم.اے اور پی ایچ.ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۷ء تک اُردو لغت بورڈ (کراچی) میں انھوں نے چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۲۰۱۷ء میں وہ کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ لغت نویسی ان کی خاص دلچسپی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ظرافت نگاری سے بھی ان کو خاصا شغف ہے۔ انھوں نے اخبارات میں کالم نویسی کے فرائض بھی انجام دیے۔ وہ خصوصی طور پر لغت نگاری کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ وہ تقریباً بیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ 'اُردو لغت، اُردو لغت نویسی، اوکسفرڈ اُردو ڈکشنری، عصری ادب میں سماجی رجحانات' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ وہ کامیاب مترجم بھی ہیں۔

بعض اہلِ علم کے خیال میں اُردو لغت نویسی کا پہلا دور وہ تھا جب عربی اور فارسی تصانیف میں اُردو کے الفاظ اپنی اصلی یا کچھ بدلی ہوئی شکل میں ظاہر ہونے لگے تھے۔ لیکن اُردو لغت نویسی کے یہ ابتدائی نقوش بے قاعدہ ہیں اور انھیں اُردو لغت نویسی کے آغاز کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں کچھ باقاعدگی اس وقت نظر آئی جب لگ بھگ چودھویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک برصغیر پاک و ہند میں فارسی کی کئی مستند لغات لکھی گئیں۔ یہ لغات مغلیہ دور سے قبل لکھی گئی تھیں اور آج بھی فارسی لغات کے لیے سند کا حکم رکھتی ہیں۔ ان میں سے بعض میں کئی مقامات پر عربی اور فارسی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہوئے ان کے اُردو

مترادفات بھی استعمال کیے گئے ہیں تا کہ عام لوگ بھی ان سے استفادہ کر سکیں۔

اُردو لغت نویسی کا دوسرا مرحلہ وہ مختصر منظوم لغات تھیں جنھیں نصاب نامہ کہتے ہیں۔ یہ لغات طالب علموں کے نصاب کے طور پر تخلیق کی گئی تھیں۔ ان میں فارسی اور عربی الفاظ کے اُردو مترادفات نظم کی صورت میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے مشہور نصاب نامہ 'خالق باری' ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ 'خالق باری' امیر خسرو کی تصنیف ہے لیکن حافظ محمود شیرانی نے اس سے اختلاف کیا اور اسے جہانگیری دور کے کسی خسرو نامی شخص سے منسوب کیا۔ 'خالق باری' کے تتبع میں کئی نصاب نامے لکھے گئے۔ بیسویں صدی میں ایسے نصاب نامے بھی لکھے گئے جن کا مقصد عربی اور فارسی کے علاوہ اُردو اور انگریزی الفاظ کے مترادفات بتانا بھی تھا۔

اُردو لغت نویسی کے تیسرے مرحلے میں ہمیں ایسی لغات ملتی ہیں جن کو 'اُردو بہ فارسی' لغات کہنا چاہیے کیونکہ ان میں اُردو الفاظ کی وضاحت فارسی مترادفات کے ذریعے کی گئی ہے۔ ایسی ہی ایک لغت عبد الواسع ہانسوی کی 'غرائب اللغات' ہے جسے اُردو کی پہلی لغت کہا جاتا ہے۔ اس کے قدیم ترین دستیاب نسخے کا سالِ کتابت ۱۷۴۶-۴۷ عیسوی ہے۔ اس پر خان آرزو نے سخت تنقید کی اور 'نوادر الالفاظ' کے نام سے اس کی تصحیح کی۔ اُردو کی دوسری باقاعدہ لغت 'کمالِ عترتؔ' ہے جو میر محمدی نعمت اللّٰہی عترتؔ اکبر آبادی کی تصنیف ہے۔ اس کا قرینِ قیاس سالِ تصنیف ۱۷۷۵-۷۶ عیسوی ہے۔ لیکن اس کتاب کا خاصا حصہ ہانسوی کی 'غرائب اللغات' سے ماخوذ ہے اور اس میں جو اُردو الفاظ دیے گئے ہیں، ان میں سے کئی پنجابی ہیں۔ 'کمالِ عترتؔ' سے بھی پہلے ایک لغت کا ذکر ملتا ہے جس کا نام 'عجائب اللغات' ہے۔ اس لغت کے انتخاب کا ایک مخطوطہ جو صرف ۴۶ صفحات پر مبنی تھا، مسعود حسن رضوی کے کتب خانے میں تھا۔ اس کے مصنف کا پورا نام معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ دیباچے میں وہ خود کو صرف 'اجمیری پلولی' لکھتا ہے اور رضوی صاحب کے مطابق اس نے ہانسوی سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ان لغات میں اور ان سے قبل نصاب ناموں میں بھی چونکہ تشریح کی بجائے مترادفات پر زور تھا، لہٰذا اس کا نقصان یہ ہوا کہ اس کے اثر سے اُردو میں لغت نویسی کو مترادفات کی فہرست سازی سمجھ لیا گیا اور آج بھی اُردو کی کئی لغات میں تشریح کی بجائے مترادفات کے ڈھیر لگا کر سمجھا جاتا ہے کہ لغت نویسی کا حق ادا ہو گیا۔ حالانکہ جدید لغت نویسی میں تشریح کی اتنی اہمیت ہے کہ 'کنسائز اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری' میں زیادہ زور تشریح پر ہے اور اس میں مترادفات بہت کم ہیں۔

'اُردو بہ فارسی لغات' کے اس دور کی ایک اہم لغت 'شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان' ہے۔ ۹۶ صفحات کی یہ لغت مرزا جان طپشؔ دہلوی نے ۱۷۹۲-۹۳ عیسوی میں تالیف کی تھی، گو اس کی اشاعت کوئی پچاس سال بعد یعنی ۱۸۴۸ء عیسوی میں ہو سکی۔ یہ لغت مختصر ہے لیکن اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں تلفظ کی وضاحت حروف کے اعراب الگ الگ بتا کر کی گئی ہے۔ اس کے بعد جو فارسی لغات ملتی ہیں، ان کے نام یہ ہیں: محمد مہدی واصف کی 'دلیلِ ساطع'، اَوحدالدین بلگرامی کی 'نفائس اللغات'، میر علی اوسط رشکؔ کی 'نفس اللغہ' اور محبوب علی رام پوری کی 'منتخب النفائس'۔ اس مؤخر الذکر لغت میں عربی الفاظ پر زیادہ زور ہے۔ اُردو بہ فارسی لغات کا یہ دور خاصے عرصے تک چلا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ فارسی سرکاری زبان تھی اور ذہنوں پر بھی چھائی ہوئی تھی۔

اُردو بہ اُردو لغات کی باری بعد میں آئی۔ اس سے پہلے اُردو-انگریزی لغات کا چرچا ہو گیا کیونکہ اب انگریزی اقتدار کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہو چکا تھا۔ اوپر 'دلیلِ ساطع' کا ذکر آیا ہے۔ یہ لغت کسی انگریزی لغت سے الفاظ لے کر ترتیب دی گئی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُردو بہ انگریزی لغات کی تصنیف بہت پہلے شروع ہو چکی تھی۔ یورپی مبلغین اور مستشرقین نے اُردو

قواعد اور اُردو کی دولسانی لغات کی تیاری کا کام بہت پہلے شروع کر دیا تھا۔ چونکہ یورپی اقوام بالخصوص پرتگالیوں نے جنوب مغربی ہند کے ساحلوں پر پہلے توجہ کی تھی اور گوا جیسی آبادیوں پر اپنا تسلط قائم کرلیا تھا، لہٰذا ان علاقوں میں بھی ان کے اثرات اُردو کی لغات (جن میں سے بعض کو الفاظ کی فہرست کہنا چاہیے) میں جھلکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورت (گجرات) میں ۱۶۳۰ء میں ایک ایسی لغت لکھی گئی تھی جس میں اُردو، فارسی، انگریزی اور پرتگالی کے الفاظ شامل تھے اور اس میں اُردو کے الفاظ رومن اور گجراتی رسم الخط میں دیے گئے تھے۔ سورت ہی میں ۱۷۰۴ء میں ایک ایسی لغت بھی لکھی گئی تھی جو چار زبانوں اُردو، فرانسیسی، ہندی اور لاطینی میں تھی۔

اس دَور میں یورپی بالخصوص انگریز لغت نویسوں نے اُردو لغت نویسی کی ترقی میں بے مثال کردار ادا کیا۔ ابتدائی لغات سے قطع نظر اُردو بہ انگریزی لغات میں جان گل کرسٹ کی لغت 'انگلش ہندوستانی ڈکشنری' اہم ہے۔ یہ ۱۷۸۷ء میں کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوئی اور ۱۷۹۰ء میں مکمل ہوئی۔ بعد کے ایڈیشنوں میں اضافے بھی کیے گئے۔ جان شیکسپیئر کی 'اے ڈکشنری، ہندوستانی اینڈ انگلش' نہایت اہم ہے۔ کیونکہ اس نے بعد کے ادوار میں لکھی گئی اُردو بہ انگریزی لغات کے لیے بنیادی ماٰخذ کا کام کیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا۔ اس کے چوتھے ایڈیشن میں جو لندن سے چھپا تھا، اضافوں اور انگریزی بہ اُردو لغت کے شمول نے اسے ایک جامع انگریزی بہ اُردو اور اُردو بہ انگریزی لغت کی شکل دے دی۔ اس کے بعد جو انگریزی بہ اُردو لغات انگریزوں نے لکھیں ان کی بھی ایک طویل فہرست ہے لیکن ان میں اہم یہ ہیں: ڈنکن فاربس کی 'اے ڈکشنری، ہندوستانی اینڈ انگلش'، ایس. ڈبلیو. فیلن کی 'اے نیو ہندوستانی انگلش ڈکشنری' اور جان ٹی. پلیٹس کی 'اُردو، کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش ڈکشنری' ۱۸۸۴ء۔ ایس. ڈبلیو. فیلن اپنی لغت کی مکمل اشاعت سے پہلے اسے قسطوں میں چھپواتے رہے۔ ان انگریزوں بالخصوص پلیٹس اور فیلن نے بڑی محنت اور جستجو سے کام لیا اور لغت نویسی کے لیے الفاظ، ان کے معنی اور تلفظ کی جمع آوری کے لیے عملی تحقیق بھی قدرتی ماحول میں یعنی زبان برتنے والوں سے مل کر کی تھی۔ پلیٹس کی لغت پر البتہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے ایسے الفاظ بھی لغت میں لے لیے جو خالصتاً سنسکرت کے ہیں اور اُردو میں کبھی استعمال ہوئے ہیں اور نہ آئندہ کبھی اس کا امکان ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ پلیٹس کی لغت صرف اُردو کی نہیں ہے بلکہ کلاسیکل ہندی کی بھی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ پلیٹس کی لغت کو سند اور جواز بنا کر بعد کے دور میں لکھی جانے والی اُردو لغات میں ایسے الفاظ کا اندھا دھند اندراج صحیح نہیں ہے۔

انگریزوں کی ان لغات سے اُردو کو یقیناً فائدہ ہوا۔ ایک تو اُردو لغت نویسی کی روایت میں یہ لغات اہم سنگِ میل اور بعض صورتوں میں ماٰخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہمارے ہاں لغت نویسی میں بالعموم شاعری کو سند مانا جاتا تھا اور عام بول چال کی زبان اور روزمرہ کو لغت کے لیے ناموزوں خیال کیا جاتا تھا۔ ایس ڈبلیو فیلن کا ایک بڑا احسان اُردو پر یہ ہے کہ اس نے عورتوں کی زبان، ٹھیٹھ اُردو، دیہات کی بولی اور لوک ادب کی امثال پر بڑا زور دیا جس سے اُردو کے کئی علاقائی محاورے، علاقائی تلفظ اور نسوانی استعمال میں آنے والے الفاظ محفوظ ہوگئے۔ دوسرا رجحان فیلن کے ہاں یہ ہے کہ اس نے اُردو کے دیہاتی گیت، کہاوتیں، بولی ٹھولی اور کہیں کہیں کچھ جملے بھی بطور سند دیے ہیں۔ یہ ایک اہم علمی خزانہ ہے۔ اس سے ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے لغت نویسی میں فیلن کی مدد کی تھی ان کو قیمتی تجربہ حاصل ہوا اور انھوں نے خود بھی لغات تالیف کیں۔ ایسے لوگوں میں سب سے نمایاں سیّد احمد دہلوی ہیں جنھوں نے 'فرہنگِ آصفیہ' جیسی اہم، مستند اور ضخیم لغت تالیف کی۔

بہرحال، انگریزوں کی وجہ سے اُردو لغت نویسی کی طرف بڑے بڑے لوگوں کی توجہ مبذول ہوگئی اور اُردو بہ اُردو لغات کا دَور شروع ہوگیا۔ سر سیّد احمد خاں نے بھی اُردو کی ایک مبسوط لغت لکھنے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے اس کا ایک نمونہ اُردو زبان کے معروف فرانسیسی عالم گارساں دتاسی کو پیرس بھی بھیجا جس نے اس کام کی بہت حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ اس کا نام 'لغتِ زبانِ اُردو' رکھیے۔ گارساں دتاسی نے اپنے خطبات میں بھی سر سیّد کی اس مجوزہ لغت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن سر سیّد اپنی تعلیمی اور قومی سرگرمیوں میں مصروفیت کے سبب یہ کام نہ کر سکے اور صرف اس کا نمونہ ہی چھپوا سکے۔ اسی زمانے میں عبدالمجید خاں رام پوری نے ایک عظیم الشان لغت لکھی۔ الطاف حسین حالؔی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اُنیس جلدوں میں تھی مگر شائع نہ ہوسکی۔ والیِ رام پور نے اس کا مسودہ شاہی کتب خانے میں داخل کرنے اور اس کی اشاعت کا حکم دیا تھا مگر ان کا انتقال ہوگیا اور یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ مسودے کا کیا حشر ہوا۔

اس دَور کی اہم ترین اور اُردو کی چند بہترین لغات میں سے ایک 'فرہنگِ آصفیہ' پر کام کا آغاز سیّد احمد دہلوی نے ۱۸۶۸ء میں کر دیا تھا۔ اس کی اشاعت پہلے مختصر صورت میں 'مصطلحاتِ اُردو' کے نام سے ہوئی۔ اس کے بعد یہ ۱۸۷۸ء میں 'ارمغانِ دہلی' کے نام سے چھپی۔ پھر انھوں نے اس کی مکمل تدوین کا کام شروع کیا اور 'ہندوستانی اُردو لغات' کے نام سے اسے نومبر ۱۸۸۲ء میں بطور رسالہ ماہانہ قسط وار چھاپنا شروع کیا۔ ۱۸۹۲ء میں اس کی تدوین کا کام مکمل ہوا۔ گویا اس کی تکمیل میں تیس سال لگے۔ نظام دکن نے مؤلف سیّد احمد دہلوی کو اس لغت کے لیے انعام بھی دیا۔ نظام کے خطاب اور تخلص 'آصف' کی مناسبت سے اس کا نام 'فرہنگِ آصفیہ' رکھا گیا۔ قسط وار چھپے ہوئے لغت کے رسالوں کو جلد اوّل اور جلد دوم پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ تیسری جلد رسالوں کی بجائے باقاعدہ بڑی تقطیع پر لغت کی صورت میں ۱۸۹۸ء میں چھاپی گئی۔ چوتھی جلد ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی۔ اس عرصے میں جلالؔ لکھنوی کی دو لغات 'گنجینۂ زبانِ اُردو' اور 'سرمایۂ زبانِ اُردو'، چرنجی لال کی 'مخزنِ محاورات'، مرزا محمد مرتضیٰ عرف مچھو بیگ ستم ظریفؔ کی 'بہارِ ہند'، غلام سرور لاہوری کی 'جامع اللغات' اور بعض دوسری اُردو بہ اُردو لغات چھپ چکی تھیں مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ سب مل کر بھی 'فرہنگِ آصفیہ' کو نہیں پہنچ سکتیں۔ امیرؔ مینائی کی 'امیر اللغات' کی پہلی جلد ۱۸۹۱ء میں اور دوسری جلد ۱۸۹۳ء میں چھپ چکی تھی اور سیّد احمد دہلوی نے امیرؔ پر سرقے کا الزام بھی لگایا جو سراسر غلط تھا۔ امیرؔ مکمل لغت لکھنا چاہتے تھے لیکن ان کی بیماری اور پھر وفات کے سبب یہ کام نامکمل رہ گیا۔ ان کی بقیہ زیرِ تالیف جلدوں میں سے صرف تیسری جلد کا مسودہ دستیاب ہوسکا اور یہ ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔

اس کے بعد کے دَور میں مولوی نور الحسن نیّر کی 'نور اللغات' (چار حصے ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۱ء) اور خواجہ عبدالمجید کی 'جامع اللغات' (۳۲ حصے) بہت اہم ہیں۔ پھر تو اُردو بہ اُردو لغات کا تانتا بندھ گیا اور بہت بڑی تعداد میں مختلف ضخامت کی لغات لکھی گئیں، گو ان میں سے بیشتر ایسی تھیں کہ ان کا مقصد محض تجارت تھا اور ان سے لغت نویسی کے باب میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور پچھلے چند برسوں میں بہت بڑی تعداد میں اُردو بہ اُردو لغات شائع کی گئی ہیں لیکن پچھلے پچاس برسوں میں منظرِ عام پر آنے والی ان میں دو ہی لغات ایسی ہیں جن کی علمی لحاظ سے بہت اہمیت ہے اور ان میں اُردو زبان کے الفاظ و محاورات بہت بڑی تعداد میں شامل ہیں۔ یہ دو لغات 'مہذب اللغات' (۱۴ جلدیں) اور 'اُردو لغت تاریخی اُصول پر' (۲۲ جلدیں ۱۹۵۸ء تا ۲۰۱۰ء) ہیں۔ اگرچہ ان میں کچھ خامیاں بھی ہیں لیکن یہ لغات اپنی جگہ بہت اہم اور وقیع ہیں۔

معانی و اشارات

مترادفات	-	مترادف کی جمع، ہم معنی الفاظ
تتبّع	-	تقلید، پیروی
مخطوطہ	-	مصنف کے قلم سے لکھا ہوا کسی کتاب کا مواد، غیر مطبوعہ قلمی تحریر
مبلّغین	-	مبلغ کی جمع، تبلیغ کرنے والے
مستشرقین	-	مستشرق کی جمع، یورپ کے وہ عالم جو مشرقی علوم کے ماہر ہوں
وقیع	-	وقعت والا، اہم

مشقی سرگرمیاں

* **صرف نام لکھ کر خاکہ مکمل کیجیے۔**

(الف) مختصر منظوم لغات - ....

(ب) اُردو کی پہلی لغت - ....

(ج) اُردو کی باقاعدہ دوسری لغت - ....

(د) اجمیری پلولی کی لغت - ....

* **شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔**

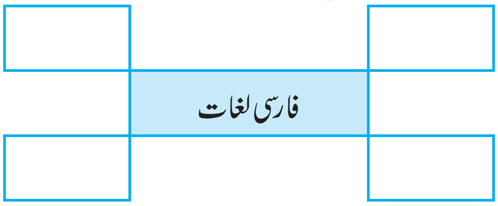

* **سیّد احمد دہلوی کی تالیف کردہ مستند لغت کے مختلف ناموں کا شبکی خاکہ تیار کیجیے۔**

* **ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔**

۱۔ اُردو لغت نویسی کے پہلے اور دوسرے مرحلے کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

۲۔ اُردو لغت نویسی کے تیسرے مرحلے کی لغات پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۳۔ ’شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان‘ کی خصوصیات تحریر کیجیے۔

۴۔ ۱۸۱۷ء سے ۱۸۸۴ء تک کی اُردو انگریزی لغت نویسی پر نوٹ لکھیے۔

۵۔ جان ٹی پلیٹس اور ایس. ڈبلیو. فیلن کا اُردو لغت نویسی پر احسان بیان کیجیے۔

۶۔ ’نصاب نامہ‘ کی تعریف بیان کیجیے۔

۷۔ ۱۹۲۴ء سے لے کر ۲۰۱۰ء تک لغت نویسی میں پیش رفت کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۸۔ ’فرہنگِ آصفیہ‘ پر کام کے آغاز سے اختتام تک کے مراحل تحریر کیجیے۔

* **ہدایات کے مطابق قواعدی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔**

۱۔ اُردو لغت نویسی کے یہ ابتدائی نقوش بے قاعدہ ہیں۔
(جملے کا نحوی تجزیہ کیجیے)

۲۔ یہ لغت مختصر ہے۔
(مفہوم تبدیل کیے بغیر منفی جملہ بنائیے)

۳۔ نظام کے تخلص ’آصف‘ کی مناسبت سے اس کا نام ’فرہنگِ آصفیہ‘ رکھا گیا۔
(جملے کا ’طور‘ تبدیل کیجیے)

۴۔ کیا امیرؔ مینائی کی وفات کے سبب یہ کام نامکمل نہیں رہ گیا؟
(اس جملے کو استفہامیہ اقراری جملے میں تبدیل کیجیے)

سرگرمی/منصوبہ

۱۔ اضافی مطالعے کے اسباق سے کسی ایک سبق میں شامل نئے الفاظ کی فرہنگ ابجدی ترتیب میں تیار کیجیے۔

۲۔ اس کتاب کے حصۂ نظم میں شامل شعرا کے ناموں کو ابجدی ترتیب میں لکھیے۔

اضافی معلومات

قادر نامہ : مرزا غالبؔ نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور انھیں زبان سکھانے کے لیے ’قادر نامہ‘ کے نام سے ایک مثنوی لکھی۔ دراصل یہ ایک نصاب نامہ ہے جس کے ہر شعر میں غالبؔ نے عام استعمال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی یا اُردو مترادفات بیان کیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوسکے۔ رام پور کے شاہی کتب خانے میں اس مثنوی کا ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے جو ۱۸۶۴ء میں یعنی غالبؔ کے انتقال سے پانچ سال قبل مجلس پریس، دہلی سے شائع ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اس مثنوی کو غلام رسول مہؔر نے اپنے مرتب کردہ ’دیوانِ غالبؔ‘ میں تیسرے ضمیمے کے طور پر شامل کیا ہے۔ بچوں کے لیے لکھی گئی یہ مثنوی بڑوں کے لیے بھی بڑے کام کی چیز ہے۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں ۔

’قادر‘ (اللہ) اور ’یزداں‘ ہے (خدا) ہے ’نبی‘ (مرسل)، پیمبر (رہنما)
پیشوائے دیں کو کہتے ہیں (امام) وہ ’رسول اللہ‘ کا (قائم مقام)
ہے ’صحابی‘ (دوست)، ’خالص‘ (ناب) ہے جمع اس کی یاد رکھ ’اصحاب‘ ہے
’بندگی‘ کا ہاں (عبادت) نام ہے نیک بختی کا (سعادت) نام ہے
’لیل‘ یعنی (رات) ’دن‘ اور روز (یوم) ’کھولنا‘ (افطار) ہے اور ’روزہ‘ (صوم)

مولوی سیّد احمد دہلوی : (۱۸۴۶ء تا ۱۹۱۸ء) اُردو لغت ’فرہنگِ آصفیہ‘ کے مؤلف ہیں۔ معمولی تعلیم کے باوجود انھیں تصنیف و تالیف کا شوق جوانی سے تھا۔ انھوں نے بچوں کے لیے انشا کی کتابیں ’تقویت الصّبیان‘ اور ’کنز الفوائد‘ لکھی جن پر سرکار سے انعام ملا۔ اس سے بھی زیادہ انعام انھوں نے ’وقائع درونیہ‘ پر حاصل کیا۔ ڈاکٹر فیلن نے انگریزی ہندوستانی لغت کی تیاری میں انھیں اپنا مددگار مقرر کیا۔ ۱۸۸۰ء کے بعد وہ ’گورنمنٹ بک ڈپو پنجاب‘ میں مترجم رہے۔ اپنی اُردو لغت کی تیاری کے ساتھ انھوں نے عورتوں کے لیے ’ہادی النساء‘ اور ’لغات النساء‘ لکھیں۔ ہندی پہیلیاں اور دوہے ’ریت بکھان‘ اور ’ناری کتھا‘ میں جمع کیے۔ ’رسومِ اعلیٰ ہنودانِ دہلی‘ میں ہندوؤں کے رسم و رواج لکھے۔ مسلمانوں کے رسوم و رواج پر ان کی تصنیف ’رسومِ دہلی‘ زیادہ مشہور ہوئی۔ زبان اور لغت کے سلسلے میں انھوں نے ’تکمیل الکلام‘ (اصطلاحاتِ پیشہ وراں)، ’تحقیق الکلام‘، لغات النساء، اُردو ضرب الامثال، روزمرۂ دہلی‘ تالیف کی تھیں لیکن ان کی ناموری کا اصل سبب اُردو کی بڑی لغت ’فرہنگِ آصفیہ‘ ہے جو چار جلدوں میں بڑی تقطیع پر چھپی۔ یہ لغت تقریباً پچاس ہزار الفاظ کی شرح کرتی ہے۔ یہ لغت ۱۸۹۲ء میں لکھی جاچکی تھی مگر اس کی طباعت کئی سال بعد تک ہوتی رہی۔ اس کارنامے پر مؤلف کو سرکارِ آصفیہ، حیدرآباد سے پچاس ہزار روپے انعام اور پچاس روپے ماہانہ وظیفہ دیا گیا تھا۔ مولوی سیّد احمد نے دہلی میں وفات پائی۔

گارساں دتاسی (Garcin de Tassy) : (۱۷۹۴ء تا ۱۸۷۸ء) فرانس کے ایک مشہور مستشرق جنھوں نے متعدد طریقوں سے اُردو زبان اور ادبیات کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ وہ ۱۸۱۷ء میں پیرس کے مدرسۂ اَلسنۂ شرقیہ میں داخل ہوئے جہاں انھوں نے پروفیسر دساسی (De Sassy) سے عربی اور فارسی زبانیں سیکھیں اور ’منطق الطّیر‘ کا فارسی سے فرانسیسی میں ترجمہ کیا۔ بعد ازاں انھوں نے اُردو سیکھی اور اس میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ اپنے نامور استاد دساسی کی ایما پر ۱۸۲۸ء میں اسی مدرسے میں اُردو کے پروفیسر مقرر ہوئے اور مدتِ دراز تک تعلیم و تدریس کے علاوہ اُردو کتابوں اور دواوین کی اشاعت اور ان کے ترجمے میں مصروف رہے۔ وہ ہر سال اُردو ادبیات کی ترقی اور جدید مطبوعات پر ایک خطبے کی صورت میں تبصرہ کیا کرتے تھے۔ ان کی تالیفات میں سب سے زیادہ مشہور اور مفید ’اُردو ادب کی تاریخ‘ ہے جو انھوں نے فرانسیسی زبان میں تین جلدوں میں لکھی۔ (طبع دوم، پیرس، ۱۸۷۰ء) منشی کریم الدین کی کتاب ’طبقات الشعرا‘ اسی تاریخ کی طبع اوّل پر مبنی تھی۔ ان کے اُنیس خطبوں کا اُردو ترجمہ ’خطباتِ گارساں دتاسی‘ اور ’مقالاتِ گارساں دتاسی‘ (اوّل و دوم) از ۱۸۵۰ء تا ۱۸۶۹ء کے ناموں سے انجمن ترقی اُردو، اورنگ آباد (دکن) کی طرف سے شائع ہوچکا ہے۔ دتاسی کی انتھک کوششوں سے نہ صرف فرانس میں ایک مدت تک اُردو زبان کے ادیبوں اور شاعروں کا چرچا رہا بلکہ ان کی تحریروں سے ہندوستان میں بھی اُردو ادبیات کے مطالعے کو بڑی تحریک ملی۔